قرآن و سنت اور فقہ حنفی کے باہمی رشتے پر ناقابلِ
تردید حقائق پر مشتمل ایک بصیرت افروز تحریر

حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بحیثیت بانیِ فقہ

تالیف
حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ

صراط مستقیم پبلی کیشنز

انتساب

بندہ ناچیز اپنی یہ تحریر جلال الملت والدین سراج السالکین حافظ الحدیث حضرت پیر سیّد محمد جلال الدین شاہ صاحب نقشبندی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (بانی مرکز جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف) کے اسم گرامی سے منسوب کرتا ہے۔ جنہوں نے زندگی بھر قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کیا۔ فقہ حنفی کی ترویج و اشاعت میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سوغات بانٹتے رہے

﴿ محمد اشرف آصف جلالی ﴾

عرضِ حال

قارئین! آپ کے ہاتھوں میں جو تحریر ہے یہ مولانا محمد اشرف آصف صاحب جلالی کا وہ مقالہ ہے جو انہوں نے 'بین الاقوامی امام ابوحنیفہ کانفرنس' میں بزبان عربی پیش کیا یہ کانفرس اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ اسلام آباد نے 'ہالی ڈے ان ہوٹل' اسلام آباد میں ۵ تا ۸ اکتوبر ۱۹۹۸ء منعقد کی علماء عرب وعجم نے اس مقالہ کو پسند کیا احباب کے پرزور اصرار پر اسے علیحدہ طور پر اُردو میں شائع کیا جارہا ہے۔

اگر آپ کو جستجو ہے کہ 'فقہ حنفی کیوں؟ کب؟ اور کیسے؟ مدون کی گئی' تو یہ تحریر آپ کی ضیافت ذوق کیلئے اِن شاءَ اللہ تعالیٰ نہایت اہم واقع ہوگی۔ نیز دورِ حاضر میں فکری آوارگی اور ذہنی آلودگی کے اثراتِ بد سے محفوظ رہنے میں بھی یہ مختصر مگر جامع مقالہ بفضلہٖ تعالیٰ نہایت مفید ثابت ہوگا۔

﴿ ادارہ ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

اس عالم آب وخاک میں کچھ ایسی شخصیات کا ظہور ہوتا ہے جن کا وجودِ مسعود آئندہ نسلوں کیلئے مینارۂ نور ہوتا ہے۔ ان کی نگاہ صرف اپنے عہد کے نشیب وفراز کی زاویہ پیمائی پر نہیں ہوتی بلکہ وہ مستقبل کی محراب فکر کیلئے بھی راست سمت کا تعین کرتے ہیں۔ وہ صرف اپنے عرصہ حیات میں ہی فصل گل کے نقیب نہیں ہوتے بلکہ وہ متاع عنادل کو آئندہ کیلئے بھی خزاں کی چیرہ دستیوں سے محفوظ کردیتے ہیں۔ ایسے نفوسِ قدسیہ میں سے امام الآئمہ حضرت اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتِ گرامی ممتاز نظر آتی ہے۔ ان کی فراست مومنانہ تیر بھدف تھی وہ صلابت فکر کے امیں اور اصابت رائے کے رخشندہ نگیں تھے ان کا طائر فکر فضاء معارف کی باد پیمائیوں کا عادی تھا اور ان کی ژرف نگاہی بحر معانی کے تہہ نشین اسرار کی جلیس تھی۔ انہوں نے قرآن وحدیث سے لاکھوں مسائل کا استنباط کیا اور قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسے اصول وضع کئے جو ہر عہد جدید کے مسائل کے عقدہ کشا اور ہر صبح نو کے ایوان کا نور ہیں۔

تدوین فقہ کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

دوسری صدی ہجری کے اوساط تک تدوین فقہ کی ضرورت شدت سے محسوس کی جانے لگی۔ کیونکہ براعظم ایشیاء، یورپ اور افریقہ کے آفاق پر اسلامی صبح نمودار ہو چکی تھی اور اسلامی تعلیمات کی ضیاء پاشیاں بڑھتی جارہی تھیں۔ عربی، رومی، فارسی، عجمی ایسی مختلف اقوام اسلامی سلطنت میں شامل ہو چکی تھیں۔ جب کہ عربی کے ساتھ دوسری زبانوں کی اختلاط کی وجہ سے قرآن وحدیث کے صحیح مفاہیم تک رسائی عام عربوں کیلئے بھی مشکل ہو رہی تھی۔ چہ جائے کہ ہر عام آدمی استنباط مسائل کی دہلیز تک پہنچ سکے اور بساط دقائق سے اپنے مطلوب کی شناخت کر سکے۔ نیز گردش ایام سے روز نئے مسائل جنم لے رہے تھے۔ قرآن وحدیث ان مسائل کے حل سے ہرگز تہی دامن نہیں تھے اور نہ اب ہیں مگر ہر نگاہ کیلئے ان مسائل کے محل وقوع کا سراغ پانا مشکل تھا قیامت تک کسی نئے پیش آنے مسئلہ کو اگر قرآن وحدیث کے مظاہر جزئیات سے نہ بھی تلاش کیا جاسکے لیکن قرآن وحدیث کی کلیات کی آئینہ بندیوں میں اس کا عکس ضرور نظر آتا ہے۔

ایسے حالات میں دوسری صدی ہجری کے ابتدائی عشروں ہی میں حفاظت دین کیلئے علماء اُمت نے فقہ اسلامی کی تدوین اور اصول کی تبویب کو لازمی سمجھا۔

خود قرآن مجید نے سلیم الفکر حضرات کو استنباط مسائل کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا: **فاعتبروا یا اولی الابصار** (الحشر:۲) (پس اعتبار کرو اے نگاہ والو) نیز فرمایا: **وامرھم شوریٰ بینھم** (الشوریٰ:۳۸) (اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے) بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ حدیثِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی علماءِ وقت کو اس اہم کام کی طرف متوجہ کر رہی تھی۔

طبرانی نے معجم الاوسط میں روایت کیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اگر ہمیں کوئی ایسا مسئلہ پیش آجائے جس کے بارے میں کوئی امر و نہی نہ ہو تو اس بارے میں آپ کا ہمارے لئے کیا حکم ہے تو سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم لوگ ایسے مسئلہ کے بارے میں فقہاء اور متقی لوگوں سے مشورہ کر لینا۔ (﴿الف﴾ مجمع الزوائد ۱۸/۱ علی بن ابی بکر الہیثمی م ۸۰۷ھ دار الکتاب بیروت ﴿ب﴾ کنز العمال ۳۱/۲ علی متقی م ۹۵ھ مکتبۃ التراث العلمی) لہٰذا نفوسِ قدسیہ کی مشاورت سے کسی مسئلہ کے بارے میں حکم کو شرعی حکم قرار دیا گیا۔

یہ سہرا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر ہے

آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور تابعین کے ایک دور کے گزر جانے کے بعد اُمتِ مسلمہ پر احسان کرتے ہوئے تدوین فقہ کا ذِمہ اُٹھایا اور ۱۲۰ ہجری میں یہ کام شروع کردیا اس جامعیت کے لحاظ سے تدوین کرنے پر فقہ کے بانی کہلائے۔ چنانچہ امام موفق بن احمد مکی متوفی ۴۸۴ھ کہتے ہیں:۔

(ترجمہ) حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ پہلے مجتہد ہیں جنہوں نے اس شریعت کے علم کو مدون کیا آپ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا تھا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم نے علم شریعت کی تبویب نہیں کی تھی اور نہ اسے کتب میں مرتب کیا تھا وہ اپنی قوت فہم پر اعتماد کرتے تھے ان کے دل ہی ان کے علوم کیلئے صندوق تھے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے بعد جلوہ گر ہوئے آپ نے علم کو منتشر دیکھا تو آپ کو علم شریعت کے ضائع ہوجانے کا خوف دامن گیر ہوا کیونکہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ علم کو ایسے سلب نہیں فرمائے گا کہ لوگوں کے دلوں سے سلب کرلے بلکہ اللہ تعالیٰ اسے علماء کی موت سے سلب کرے گا پس باقی جاہل رو سارہ جائیں گے جو بغیر علم کے فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کردینگے۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب العلم ۳۳ الشیخ ولی الدین قدیمی کتب خانہ کراتشی) اسلئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علم شریعت کے اجتہادی مسائل کو ابواب اور کتب کی صورت میں مرتب کیا۔ (مناقب الامام الاعظم ۱۳۶/۲ موفق بن احمد المکی ۴۸۴ھ اسلامی کتب خانہ کوئٹہ) لہٰذا امام اعظم ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے امت کے سامنے فقہ اسلامی کو ایک مستقل فن کی حیثیت سے پیش کیا اور آپ نے تقریبا پانچ لاکھ فقہی مسائل جمع کیے۔ (مناقب الامام الاعظم ۵۵/۱ حافظ الدین ابن البزازی م ۸۲ھ کوئٹہ)

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب فقہ حنفی کی تدوین فرمادی تو پھر امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدینہ منور میں فقہ مالکی تدوین کی اور اپنی حدیث کی کتاب موطا کو فقہی ترتیب پر مرتب کیا۔ ان کے بعد امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقہ کی تدوین کی انہوں نے فقہاء مدینہ سے بھی استفادہ کیا اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا۔ بعد ازاں بغداد شریف میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقہ حنبلی کی تدوین کی۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس میدان میں سبقت اور آپ کے احسانِ عظیم کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو یوں خراج تحسین پیش کیا، تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست نگر ہیں۔ (المیزان الکبریٰ ۶۳/۱ الامام الشعرانی المناقب للموفق ۳۱/۲)

مراحل تدوین اور شوریٰ کا کردار

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا علمی پایہ جس قدر بلند تھا وہ امتِ مسلمہ کیلئے ایک قابل فخر امر ہے کہکشاں کی بلندیوں سے علم کی خوشہ چینی کرنے کے جن کے تذکرے چار دانگ عالم میں تھے وہ واقعہ ہی ہمالہ علم کی چوٹیوں پر فائز تھے۔ مگر امام صاحب نے اس تمام تر علم ودانش کے باوجود صرف اپنی ذات پر اور اپنے علمی ذخیرہ پر ہی اعتماد نہیں کیا بلکہ فقہ کی تدوین کیلئے آپ نے علماء عصر کی ایک مجلس شوریٰ قائم کی اور پھر ان میں سے مجتہدین کا ایک بورڈ بنا دیا۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ امام صاحب فقہ کی تدوین کے مسئلہ میں کس قدر محتاط تھے اور آپ نے کتنی ذِمہ داری سے اُمت کے اس حساس فریضہ کو سرانجام دیا آپ نے اپنی مجلس شوریٰ کے علماء ومجتہدین میں بھی یہ احساس شدت سے اُجاگر کیا۔ آپ نے ان سے فرمایا، میں تمہارے لئے فقہ تیار کرنے والا ہوں میری مدد کرو کیونکہ لوگوں نے مجھے آگ کے اوپر پل بنا دیا ہے۔ آپ کے حزم واحتیاط اور تحقیق واستنباط کے مراحل کو ذکر کرتے ہوئے امام ابوجعفر الشیز اماری حضرت شقیق بلخی سے روایت کرتے ہیں:۔

(ترجمہ) حضرت امام ابوحنیفہ تمام لوگوں میں سے اعلیٰ درجے کے متقی پرہیز گار، عابد شب زندہ دار اور شرف وعزت کے تاجدار تھے آپ دِینی اُمور میں حد درجے کے محتاط تھے آپ ان لوگوں کے سرخیل تھے جو دین الٰہی میں اپنی رائے کو دخل نہیں دیتے۔ آپ نے فقہ میں ایک مسئلہ بھی ایسا وضع نہیں کیا جس پر آپ نے 'اجتہاد بورڈ' کا اجلاس منعقد نہ کیا ہو بلکہ ہر مسئلہ پر اپنے تمام اصحاب کو جمع کرتے اور دلائل کا تبادلہ ہوتا جب آپ کے تمام اصحاب اس بات پر متفق ہو جاتے کہ یہ مسئلہ شریعت کے موافق ہے تو آپ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یا اور کسی صاحب کو فرماتے کہ اس مستنبط مسئلہ کو فلاں باب میں لکھ دیجئے۔ (المیزان الکبریٰ ۱/۶۱)

چنانچہ اس قدر ان تھک کوششوں سے حزم واحتیاط کے پہرے میں اور خشیت ایزدی کی پرچھائیں میں فقہ حنفی کی تدوین وتبویب کا کام کیا جاتا رہا اور ایک ایک مسئلہ کی تحقیق کیلئے کئی بار عقل وخرد کو قلزم قرآن وحدیث میں غوطہ زن ہونا پڑتا۔ مسند خوارزمی میں شوریٰ اور اجتہاد سیل کی کارروائیوں کی جھلک پیش کی گئی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

(ترجمہ) جب کوئی مسئلہ پیش آجاتا تو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے اراکین شوریٰ سے مشورہ کرتے مسئلہ کی صحیح سمت واضح کرنے کیلئے اپنے اصحاب کے ساتھ اس پر مناظرہ کرتے علمی مذاکرے اور باحثے ہوتے آپ ان سے معہود مسئلہ کے بارے میں ہر قسم کی معلومات کے متعلق سوالات کرتے اور ان کے پاس اس مسئلہ سے متعلق کوئی حدیث یا اثر ہوتا تو اسے سنتے اور خود امام صاحب کے پاس قرآن وحدیث سے اس بارے میں جو دلائل ہوتے وہ بیان فرماتے ایک ایک ماہ یا اس سے بھی زائد وقت تک مجتہدین سے اس مسئلہ پر مناظرہ کرتے رہتے یہاں تک کہ قول فیصل نکھر کے سامنے آجاتا تب حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے درج کر لیتے۔ ایسے ہی شورائی طریق پر حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقہ حنفی کے اصول کو مرتب فرمایا آپ کا یہ طریقہ دوسرے ائمہ فقہ سے منفرد تھا کیونکہ دیگر ائمہ فقہ میں سے کسی نے بھی علماء مجتہدین کی ایسی شوریٰ کی مدد سے اصول مرتب نہیں کیے۔ بلکہ انہوں نے انفرادی طور پر اصول وضع کیے ہیں۔ (المناقب للموفق ۲/۱۳۳)

اراکین مجلس شوریٰ اور ممبران اجتہاد بورڈ کی تعداد

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تدوینی اُمور کو زیادہ سے زیادہ قابل اعتماد اور شاندار بنانے کیلئے ایک بہت بڑی شوریٰ بنائی خصوصاً اس دور کے اعداد وشمار کے لحاظ سے یہ واقعی بہت بڑی شوریٰ تھی آج کی کوئی پارلیمنٹ تقویٰ وتقدس اور فہم وفراست کے لحاظ سے تو ویسے ہی نہیں ممبران کی تعداد کے لحاظ سے بھی اس کے ہم پلہ نہیں ہے۔

آپ کی شوریٰ کے ممبران جن کی علمی گرفت بڑی مضبوط تھی ان کی تعداد ایک ہزار اور اجتہاد بورڈ کے مجتہد اراکین کی تعداد چالیس تھی۔ ملاحظہ ہو مسند خوارزمی میں ہے، حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ان کے اصحاب میں سے ایک ہزار علماء فضلاء جمع ہوئے جن میں چالیس علمی لحاظ سے اس قدر عظیم تھے کہ وہ مقام اجتہاد تک پہنچے ہوئے تھے۔ (جامع المسانید (مسند الخوارزمی)

۱/ ۳۳ الامام محمد بن محمود الخوارزمی ۶۶۵ ہجری المکتبۃ الاسلامیہ فیصل آباد)

فقہ حنفی کی ٹھوس بنیادیں

فقہ حنفی قرآن وسنت کی تعلیمات کا وہ حصن حصین ہے جس کی بنیادیں عقل ونقل کی سیسہ گری سے مضبوط ہیں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فکر کاوش آشنا نے اسے شک وشبہ کی ہر دراڑ سے محفوظ تر کرنے کیلئے اپنے شب وروز وقف کئے وہ دماغ کہ جس میں عقلی اور نقلی دونوں قسموں کے دلائل کا آشیاں تھا اسے استنباط فقہ کے سپرد کردیا یہ ایسی مبارک فقہ ہے جس میں علوم ظاہرہ کی ضیاء پاشیاں اور علوم باطنہ کی صفا کوشیاں شامل ہیں۔ یہ گلزار قرآن وحدیث کا گلدستہ تعبیر اور افکار صحابہ رضی اللہ عنہم کا مطلع تنویر ہے۔ یہ ریاض عشق ومستی کے شجرہ طیبہ کا وہ ثمر لذیذ ہے جو (اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء) کا مصداق ہے۔

آیئے اس فقہ کی بنیادوں میں علوم وفنون عقل ونقل اور شریعت وطریقت کے مظاہر دیکھنے کیلئے حضرت وکیع کی محفل میں چلیں ابن کرامہ روایت کرتے ہیں:۔

(ترجمہ) ابن کرامہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت وکیع کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے کسی مسئلہ کے بارے میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کے متعلق کہا کہ اس میں امام ابوحنیفہ نے غلطی کی ہے۔ اس پر حضرت وکیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابوحنیفہ کیسے غلطی کرسکتے ہیں حالانکہ ان کے ساتھ (ان کی شوریٰ میں) حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام زفر رحمہما اللہ تعالیٰ اپنے مضبوط قیاس کی قوت لیکر بیٹھے ہیں حضرت یحییٰ بن ابی زائدہ، حضرت حفص بن غیاث، حضرت حبان اور حضرت مندل رحمہم اللہ تعالیٰ ایسے محدثین حفظ حدیث کی دولت لئے بیٹھے ہیں۔ حضرت قاسم بن معن ایسے عربی زبان وادب کی مہارت لئے بیٹھے ہیں اور حضرت داؤد طائی اور حضرت فضیل بن عیاض ایسے عظیم صوفی اپنا زہد وتقویٰ لئے بیٹھے ہیں جس شخصیت کے پاس بیٹھنے والے ایسے حضرات ہوں وہ شخصیت غلطی کے قریب نہیں جاسکتی (یعنی اس کی غلطی مستقر نہیں ہوسکتی) اسلئے کہ اگر وہ غلطی کی طرف آئے بھی تو یہ پاس بیٹھے ہوئے حضرات ضرور اس غلطی کو رد کردیں گے۔ (تاریخ بغداد ۱۴/۲۴۷ الخطیب البغدادی م ۴۶۳)

اس سلسلہ میں حضرت مسعود بن شیبہ اپنی رائے اظہار کرتے ہیں:۔

(ترجمہ) حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مذکورہ اصحاب کے ساتھ بحث وتمحیث اور بڑے غور وخوض کے بعد ہی کسی مسئلہ کو وضع فرمایا یا کسی تفریع کو متفرع کیا جن اصحاب کے ساتھ اتفاق کے بعد ہی آپ کسی مسئلہ کے بارے میں حکم فرماتے تھے وہ ایسے یگانہ روزگار علماء تھے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے فن کا امام تھا اور ان کی رائے کو اپنے فن میں اس وقت اوروں کی رائے پر مقدم کیا جاتا تھا۔ ان کی بات اتنی وزنی تھی کہ کسائی اور فراء ایسے عربی نحو کے امام ان کی بات کو بطور دلیل پیش کرتے تھے اور اصمعی ابوعبید اور ابی زید ایسے ادیب اور قاری ان کے اقوال سے استناد کرتے تھے۔

لہٰذا فقہ حنفی علوم قرآن وحدیث میں غوطہ زن کسی ایک فکر کی کاوش نہیں ہے بلکہ اس کے تار وپود میں سینکڑوں افکار سلیمہ کی نکتہ آفرینیاں شامل ہیں اور اس کے حلقے میں بیسیوں استعدادیں اور صلاحیتیں منسلک تھیں جن کی نگیں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فکر خداداد تھی۔

افسوس ہے عہد حاضر کے کج فکر لوگوں کی حالت زار پر جن کے طبقے میں ایسی ایک فکر سلیم بھی نہیں ہے جو چشم بینا کے ساتھ دل بینا کے مظاہر کی بھی امین ہو۔ مگر وہ فقہ حنفی کی مخالفت کرکے ایسی بیسیوں صحت مند اور سلیم افکار کا انکار کرتے ہیں۔

تدوین فقہ میں کار فرما ایک اہم اصول

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے اصحاب نے تمام فقہ کی تدوین میں ایک اصول کی شدت سے پابندی کی ہے۔ کسی مسئلہ کے بارے میں حکم بیان فرماتے ہوئے آپ سب سے پہلے قرآن مجید کی طرف رجوع فرماتے اگر قرآن مجید سے اس کی دلیل نہ پاتے تو پھر حدیث شریف کا رُخ کرتے اگر یہاں سے بھی دلیل نہ پاتے تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فیصلوں سے دلیل تلاش کرتے اگر ان سے بھی دلیل نہ پاتے تو پھر قیاس کے اصولوں کے مطابق مطلوبہ مسئلہ کی جس مسئلہ ساتھ مشابہت ہوتی اور اس دوسرے مسئلہ کے بارے میں قرآن وحدیث میں دلیل پائی جاتی تو پھر مطلوبہ مسئلہ کو اپنی مشابہت کے حامل پر قیاس کر کے وہ حکم مطلوبہ مسئلہ میں صادر فرمادیتے۔ مگر کہیں قیاس کو قرآن و حدیث پر مقدم نہیں کیا۔ امام صاحب خود اپنا طریق کار بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، ہم دلیل مسئلہ کے بارے میں قرآن وسنت یا صحابہ کے فیصلوں میں غور کرتے ہیں اگر ہم مذکورہ مصادر میں دلیل نہ پاسکیں تو پھر ہم مسکوت عنہ کو منطوق پر قیاس کرتے ہیں۔ (المیزان الکبریٰ ۱/۵۶) اور آپ نے فرمایا، خدا کی قسم! اس نے جھوٹ بولا اور ہم پہ بہتان باندھا جو یہ کہتا ہے کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم کرتے ہیں۔ (المیزان الکبریٰ ۱/۵۶) ایک مقام پر آپ نے اپنے منہجِ اجتہاد کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، مسائل کے حکم کے بارے میں اوّلاً کتاب اللہ میں سے حکم تلاش کرتا ہوں پھر سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پھر اقوالِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے۔ اگر میں کتاب اللہ سے حکم مسئلہ پالوں تو پھر سنت کی طرف نہیں جاتا اگر سنت سے حکم مسئلہ مل جائے تو پھر اقوال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف رجوع نہیں کرتا اگر سنت سے نہ ملے تو اقوال صحابہ میں سے محبوب قول اختیار کرتا ہوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال سے بھی حکم مسئلہ معلوم نہ ہو تو پھر میں اجتہاد کرتا ہوں۔

یہی بات آپ نے اس وقت فرمائی تھی جب عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے آپ سے اس بارے میں وضاحت طلب کی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا، میرا صرف یہ طریقہ ہے کہ میں سب سے پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں پھر سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پھر حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فیصلوں پر پھر باقی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فیصلوں پر اس کے بعد میں قیاس کرتا ہوں۔ (المیزان الکبریٰ ۱/۵)

ابن قیم الجوزیہ نے اس بارے میں واضح لکھا ہے کہ امام صاحب تو ضعیف حدیث کو بھی قیاس پر مقدم رکھتے ہیں۔

اصحاب ابی حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ آپ کے نزدیک وہ حدیث جو ثبوت کے لحاظ سے ضعیف ہے وہ بھی قیاس اور رائے پر مقدم ہے۔ آپ نے سفر میں نبیذ تمر کے ساتھ وضو کرنے کی حدیث کو اس کے ضعیف ہونے کے باوجود قیاس پر مقدم کیا ہے۔ آپ نے دس دِرہم سے کم مالیت کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹنا منع قرار دیا ہے حالانکہ اس میں بھی حدیث ضعیف ہے۔ آپ کے نزدیک حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے حالانکہ اس بارے میں بھی جو حدیث ہے وہ ضعیف ہے۔ آپ نے اقامتِ جمعہ کیلئے شہر کو شرط قرار دیا حالانکہ اس بارے میں بھی حدیث ضعیف ہے آپ نے کنوؤں کے مسائل میں قیاس محض کو ترک کیا حالانکہ اس بارے میں جتنے آثار ہیں وہ غیر مرفوعہ ہیں۔

(اعلام الموقعین ۱/ ابن قیم الجوزیہ دار الفکر بیروت)

لہٰذا امام صاحب کے نزدیک قیاس نص قرآنی یا حدیث غیر ضعیف پر تو کیا حدیث ضعیف پر بھی مقدم نہیں ہے۔

قیاس سے متعلق حضرت امام باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درمیان مکالمہ

خانوادہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چشم وچراغ حضرت امام باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس کسی نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں جھوٹا پراپیگنڈہ کیا کہ امام ابوحنیفہ اپنی رائے اور قیاس کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ جب پہلی بار مدینہ شریف میں حضرت امام باقر حضرت امام ابوحنیفہ سے ملے تو اس وقت دونوں عظیم شخصیات کے درمیان مذکور مسئلہ پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ جس کے اختتام پر حضرت امام باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس قدر خوش ہوئے کہ آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ کی جبین پر بوسہ دیا۔ آیئے وہ شاندار مکالمہ ملاحظہ فرمایئے:۔

(ترجمہ) حضرت امام باقر نے کہا، کیا آپ وہ ہیں جس نے قیاس سے میرے نانا کے دین اور احادیث کو بدل دیا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ نے کہا، معاذ اللہ۔ اس کے بعد آپ نے کہا آپ تشریف رکھیں اور ایسے مقام اور شان سے بیٹھیں جو آپ کے شایانِ شان ہے تاکہ میں اپنی حیثیت کے مطابق بیٹھوں کیونکہ میرے نزدیک آپ کا وہی مقام و مرتبہ اور عزت واحترام ہے جو آپ کے نانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنی حیاتِ ظاہری میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک تھا چنانچہ حضرت امام باقر تشریف فرما ہوئے تب حضرت امام ابوحنیفہ ان کے سامنے دوزانو بیٹھ گئے اور کہا، میں آپ سے تین مسائل دریافت کرتا ہوں آپ جواب ارشاد فرمائیں۔

سوال نمبر ۱......مرد کمزور ہے یا عورت؟

حضرت امام باقر......عورت مرد کی بہ نسبت کمزور ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ......عورت کیلئے وِراثت کے لحاظ سے کتنے حصے ہیں؟

حضرت امام باقر......مرد کے دو حصے ہیں اور عورت کا ایک حصہ ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ...... یہ تمہارے نانا کا فرمان ہے۔ اگر میں قیاس سے تمہارے نانا کے دین کو تبدیل کرنے والا ہوتا تو میرے لئے یہ مناسب تھا کہ میں کہتا مرد کا ایک حصہ ہے اور عورت کے دو حصے ہیں کیونکہ عورت مرد کی بہ نسبت کمزور ہے (اور عقلاً کمزور کو زیادہ حصہ ملنا چاہیئے اس لئے کہ قوی تو خود بھی اچھا کما سکتا ہے) حالانکہ میں نے یہ قول نہیں کیا۔

سوال نمبر ۲......پھر آپ نے سوال کیا، کیا نماز افضل ہے یا روزہ؟

حضرت امام باقر......نماز روزے سے افضل ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ...... یہ تمہارے نانا کا فرمان ہے اور اگر میں تمہارے نانا کی حدیث کو قیاس سے بدلتا ہوتا تو قیاس تو یہ ہے کہ میں حیض سے پاک ہونے والی عورت کو حکم دیتا کہ وہ نماز قضا کرے اور روزہ قضا نہ کرے (کیونکہ غیر افضل سے افضل کی قضا زیادہ ضروری ہے) حالانکہ میں نے ایسے نہیں کہا۔

سوال نمبر ۳......پھر آپ نے پوچھا، پیشاب زیادہ پلید ہے یا نطفہ؟

حضرت امام باقر......پیشاب زیادہ پلید ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ...... اگر میں تمہارے نانا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کو قیاس سے تبدیل کرتا ہوتا تو میں یہ حکم دیتا کہ پیشاب کرنے کے بعد غسل فرض ہو جاتا ہے اور انزال منی کے بعد وضو سے بھی طہارت حاصل ہو سکتی ہے (کیونکہ زیادہ نجس چیز کے خروج کے بعد غسل فرض ہونا چاہئے اور وہ بول ہے) لیکن معاذ اللہ میں نے یہ قول نہیں کیا اور نہ ہی تمہارے نانا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کو قیاس سے تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے۔ (المناقب للموفق ۱/۱۶۸)

پس حضرت امام باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے معانقہ کیا اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

منتہائے سخن

اب جبکہ اس مختصر سے مقالے کیلیے رواں قلم قرطاس ابیض کے دامن میں نشان جادہ پیمائی چھوڑتا ہوا دلیز اختتام کو چھونے والا ہے یہی پیغام چھوڑے جا رہا ہے کہ حضرت امام نعمان بن ثابت اُمتِ مسلمہ کے وہ عظیم فرد ہیں جو بزمِ فکر و دانش کے صدر نشین تھے بلاشبہ آپ امام اعظم اور بانی فقہ ہیں آپ نے اس اُمت کی ناؤ کو اس وقت سہارا دیا جب وہ ہر طرف سے طغیانیوں کے تھپیڑوں کی زد میں تھی۔ آپ نے انتہائی حساس خطوط پر چل کر اُمتِ مسلمہ کیلیے عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔

آپ نے اعتدال و انصاف کے معیار پر دلائل و براہین کا فیصلہ کیا اور فہم دین کے سلسلے میں آسانیوں کی سوغات دوش اوقات پر لکھ کر ہر عہد کے زندہ شعور مسلمانوں کی طرف روانہ کر دی۔

فقہ کی فاؤنڈیشن کیلیے دو اَمر از حد ضروری تھے' ایک کا تعلق صحت مند مشینری اور دوسرے کا تعلق رہنما اصول سے تھا آپ نے اوّل الذکر کیلیے اصحاب فہم و فراست اور فقہ و اجتہاد کی ایک ایسی جامع کمیٹی تیار کی جن کے تبحر علمی اور ظاہری و باطنی تقدس کے بارے میں مذکورہ صفحات میں ابھی آپ نے ملاحظہ کیا۔ جہاں تک آخر الذکر کا تعلق ہے تو یہ واضح طور پر ملحوظ رکھا گیا کہ قرآن و حدیث اور اقضیہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر قیاس مقدم نہیں کیا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس سعی گراں مایہ کو قبول فرمائے جس سے آج تک مسلمان اپنے معاملات کو سنوارتے اور سدھارتے ہیں اور جس کے پرتو سے منبر و محراب کی رونق باقی ہے۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہدیہ عقیدت

انت الذی لولاك ما خلق امرؤ　　　　كلا ولا خلق الورى لولاكا

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی ذات وہ ذات ہے اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا
بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو تمام مخلوق ہی پیدا نہ ہوتی۔

انت الذی من نورك البدر اكتسى　　　　والشمس مشرقه بنور بها كا

آپ وہ شخصیت ہیں کہ آپ ہی کے نور سے چودھویں کے چاند نے روشنی کا لباس پہنا
اور سورج بھی آپ ہی کے نور سے منور ہے۔

انت الذی لما توسل آدم　　　　من زله بك فاز وهو اباكا

آپ کی ہستی وہ ہستی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کا وسیلہ اختیار کیا اپنی لغزش کے حوالے سے
تو وہ کامیاب ہو گئے حالانکہ وہ آپ کے جدِ کریم ہیں۔

والماء فاض براحتيك وسبحت　　　　صم الحصى بالفضل فی يمناكا

آپ کی ہتھیلیوں سے پانی جاری ہوا اور سخت کنکریوں نے آپ کے دستِ مبارک میں تسبیح کہی۔

ما ذا يقول المادحون وما عسى　　　　ان يجمع الكتاب من معناكا

آپ کے ثناخوان آپ کی مدح میں کیا کہہ سکتے ہیں؟ اور لکھنے والے آپ کے اوصافِ کریمہ کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

قابلِ توجہ

دورِ حاضر میں الحاد ولا دینیت کی تند وتیز آندھیوں سے اعتقاد ویقین کے آئینے گرد آلود ہو رہے ہیں باطل قوتوں نے اُمتِ مسلمہ کو صحیح اسلامی عقائد سے بھٹکانے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ اسلام کے دورِ اوّل سے آج تک جو جمہور مسلمانوں کی فکری اور عملی راہیں تھیں ان سے کاروانِ اسلام کو ہٹانے کی کوشش کی جارہی ہے مسلم نوجوانوں کے زاویہ سوچ کو ٹیڑھا کرنے اور محرابِ فکر کو کج سمت کرنے کیلئے سازشوں کا جال بچھا دیا گیا ہے۔ کاروانِ حق ہر طرف سے حملوں کی زد میں ہے ان حملوں میں سے وہ حملے نہایت خطرناک ہیں جو نوکِ قلم سے کئے جارہے ہیں اُمتِ مسلمہ کو ایسے حملوں سے بچانے کیلئے صحیح اسلامی لٹریچر کی نشر واشاعت از حد ضروری ہے۔

علم و فن کی کہکشاں

علم و فن کی کہکشاں ہے جامعہ بھکھی شریف — ایک بحر بیکراں ہے جامعہ بھکھی شریف
فہم قرآن بھی یہاں ہے فقہ سنت بھی یہاں — روح دین کی پسباں ہے جامعہ بھکھی شریف
دورِ حاضر کی سیاہ تر اس شب الحاد میں — صبح صادق کی اذان ہے جامعہ بھکھی شریف
مرشدی سیّد جلال الدین کا خون جگر — ان کی محنت کا جہاں ہے جامعہ بھکھی شریف
مفخر نور الحسن ہے مظہر سردار ہے — اعلیٰ حضرت کا نشان ہے جامعہ بھکھی شریف
مشرق و مغرب سے اُٹھے تشنگان علم دین — پوچھتے آئے کہاں ہے جامعہ بھکھی شریف
کتنے ذروں کو بنایا آفتاب ضوفشاں — ایک فیض جاوداں ہے جامعہ بھکھی شریف
بے دھڑک ہیں بیشہ تحقیق میں اس کے سپوت — سینکڑوں شیروں کی ماں ہے جامعہ بھکھی شریف

فہم آصفؔ نے ہے پائی اس کے در پے پرورش
میری سب تاب وتواں ہے جامعہ بھکھی شریف

ترانہ فقہ حنفی

فقہ حنفی بالیقیں قرآن کی تفسیر ہے — فقہ حنفی سنت نبوی ہی کی تعبیر ہے
لفظِ قرآن کی بتائیں کس قدر باریکیاں — فہم سنت حضرت نعمان کی تقریر ہے
مسلم بخاری، ابن ماجہ روپ ہیں تقلید کے — ہر محدث باعمل تقلید کی تصویر ہے
داتا ہجویری بھی حنفی، خواجۂ اجمیر بھی — یہ ملک تو حنفیوں کی اس لئے جاگیر ہے
حنفیو! اُٹھو بنائیں ملک کو حنفی سٹیٹ — وقت کا یہ فیصلہ ہے قوم کی تقدیر ہے
سنیو! روشن کرو ہر طرف سنی چراغ — نورِ سنت ہی اندھیری قبر کی تنویر ہے
آج کے مسلم کا درماں گنبد خضریٰ میں ہے — جس کی چاہت جانِ مومن کیلئے اکسیر ہے
سینو تانے رہو فکر رضا کی برچھیاں — ملحدوں کے سامنے یہ بڑی شمشیر ہے

شعر آصفؔ حضرت نعمان کا مدح سرا
جن کا احسان ملت اسلام کی تکبیر ہے

(از: محمد اشرف آصف جلالی)

شرح الاعراب عن قواعد الاعراب کا تعارفی خاکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

کتاب کا نام...... جس مخلوط کی میں تحقیق وتخریج کرنا چاہتا ہوں اس کا نام 'شرح الاعراب عن قواعد الاعراب' ہے۔

نسخہ جات

اس کتاب کے قلمی نسخے مندرجہ ذیل لائبریریوں میں موجود ہیں:۔

(۱) مکتبۃ الحرم المکی الشریف، سعودی عرب، نمبر ۳۵۹۔نحو

(۲) مکتبۃ قادریہ عامۃ (بغداد) عراق، نمبر ۹۸۸۔ادب

(۳) دار صدام للمخطوطات (بغداد) عراق، نمبر ۲۹۵۶

(٤) دار صدام للمخطوطات (بغداد) عراق، نمبر ۲۴۴۶

(٥) دار الکتب الظاہریہ (دمشق) شام، نمبر ۱۸۰۳

اہمیت کتاب

اس کتاب کا فن نحو میں لکھی گئی کتب کے درمیان ایک منفرد مقام ہے۔ یہ نحوی قواعد اور علمی فوائد کا ایک گراں قدر مجموعہ ہے۔ اس کتاب کے متن کے بارے میں عظیم نحوی عبداللہ بن ہشام انصاری نے کہا تھا جبکہ متن ان کا ہی وضع کردہ ہے۔ قواعد اعراب میں یہ ایسے بیش بہا فوائد یکجا کیے گئے ہیں جن میں غوروخوض کرنے والا دُرست راہ پہ چلتا جاتا ہے اور یہ ایسے فوائد ہیں کہ بہت کم مدت میں قاری کو بہت سے علمی اور نحوی نکات سے بہرہ ور کردیتے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف (شارح) امام محمد بن سلیمان کافیجی نے اس کے متن کے بارے میں یہ کہا ہے ابن ہشام انصاری نے ایسے انوکھے انداز میں یہ متن تحریر کیا کہ ان سے پہلے کسی نحوی کا ایسا بہترین انداز نہیں تھا۔ کافیجی نے اسے نہایت ہی مفید قرار دیا اس کی شرح کی ضرورت اور شرح کے کوائف بیان کرتے ہوئے اپنی اس کتاب کی خاصیات بیان کیں۔ انہوں نے کہا لیکن یہ متن ایک ایسی شارح کا محتاج ہے جو اس کے پوشیدہ اسرار کے چہرہ سے نقاب اُٹھائے اور اس کے مخفی حقائق کو آشکار کردے چنانچہ میں نے خالق کائنات جل جلالہ سے اس بات کی توفیق طلب کی کہ میں اس متن کی ایک ایسی شرح لکھوں جو اس کی مشکلات کو آسان پیرائے میں پیش کرے اور اس کو ودیعت کیے گئے مخفی لطائف کو ایسے روشن کردے جیسے بادل چھٹ جانے کے بعد سورج چمکتا ہے۔

'شرح الاعراب عن قواعد الاعراب' کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ امام کافیجی نے یہ شرح لکھتے وقت جن عزائم کا اظہار کیا تھا۔شرح نے ان عزائم کو عملی جامہ پہنا دیا ہے اور کافیجی کی اُمیدوں پر پوری اُتری ہے۔ یہ کتاب اپنے منفرد انداز سے قاری کی خوابیدہ صلاحیتوں کو اُجاگر کرتی ہے اور یہ سکھاتی ہے کہ پیچیدہ عبارت کیسے حل کی جاتی ہے؟ دقائق کی گہرائی میں کیسے اُترا جاتا ہے؟ تحقیق مسئلہ کے پیش نظر فرصت اعتراض کیسے تلاش کی جاتی ہے؟ اور ایسی فرصت سے اپنا تحفظ کیسے کیا جا سکتا ہے اور اگر کوئی فرصت اعتراض پا لے تو جواب کا طریق کیا ہے؟ کیسے ماتن کا دفاع کیا جاتا ہے اور کیسے ماتن پر تنقید کی جاتی ہے۔ کیسے مختلف عبارات میں بکھرے ہوئے فوائد کو یکجا کیا جاتا ہے اور کیسے علمی گرہ کو کھولتے ہوئے نکات کو بکھیرا جاتا ہے؟ کیسے جار و مجرور کا تعلق تبدیل ہونے سے معنی تبدیل ہو جاتا ہے اور کیسے حروف جار کا معنی مختلف ہو جانے سے جہت مراد مختلف ہو جاتی ہے؟ عبارت کو سمجھنے میں عروف عطف کا کیا دخل ہے اور نفی یا منفی سے متعلق ہونے پر معنی میں کیا تبدیلی آتی ہے۔ نیز ائمہ نحو کے مختلف اقوال میں تطبیق دینے کا طریقہ کیا ہے اور علم نحو میں متعارض مذاہب میں سے کسی ایک کو ترجیح کیسے دی جا سکتی ہے؟ اس کتاب کا امتیازی وصف یہ ہے اس میں تقریباً تمام نحوی قواعد کی امثلہ قرآنی آیات، احادیث نبوی اور عربی اشعار سے دی گئی ہیں۔ اس کے مضامین بھی دوسری نحوی کتب سے یکسر مختلف ہیں جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

شرح الاعراب عن قواعد الاعراب محققین کی آراء کے آئینے میں

۱......امام جلال الدین سیوطی نے کافیجی کی تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، ان میں سے سب سے زیادہ جلیل القدر اور مفید شرح شرح الاعراب عن قواعد الاعراب ہے۔

۲......شوکانی نے شرح الاعراب عن قواعد الاعراب کو کافیجی کی محاسن سے قرار دیا ہے۔

۳......اسماء حمصی نے الاعراب عن قواعد الاعراب کی شروحات کا ذکر کرتے ہوئے کہا، کافیجی کی یہ شرح سب سے اچھی شرح قرار دی گئی ہے۔

مصنف کتاب

اس کتاب کے مصنف امام محمد بن سلیمان کافیجی ہیں، جن کی ولادت مصر کے علاقے صروخان کے موضع 'کُگچہ کَی' میں ۷۸۸ھ ۱۳۸۶ء کو ہوئی۔ بچپن سے ہی وہ حصول علم کے شوقین تھے۔ انہوں نے مصر کے علاوہ بلاد عجم کی طرف علمی سفر کیا اور شمس الدین فناری، حافظ الدین محمد بن محمد شہاب البزازی، حیدرۃ بن احمد شیرازی اور ابن فرشتہ حنفی ایسے بلند پایہ علماء وائمہ سے علم حاصل کیا۔

جب وہ فارغ التحصیل ہوئے تو اطراف واکناف میں آپ کے علم کا شہرہ ہوا اور آپ کے حلقہ درس میں طلباء کی ایک کثیر تعداد شریک ہوئی۔ آپ مصر میں اشرف برسبائی اور شیخونیہ کے علمی مراکز میں مدرس رہے۔ آپ کی زندگی کے شب وروز تدریس، تالیف اور تبلیغ کی گراں قدر خدمات سے معمور تھے۔

علمی مقام

امام جلال الدین سیوطی نے چودہ سال کے طویل عرصہ تک آپ کے حلقہ درس میں شرکت کی۔ امام سیوطی کہتے ہیں کہ میں اتنی مدت میں جب بھی ان کے پاس حاضر ہوتا تھا تو ایسی تحقیقات اور ایسے عجائبات سنتا تھا جو پہلے نہیں سنے تھے۔ ایک دن آپ نے مجھ سے 'زید قائم' کی ترکیب پوچھی تو میں نے عرض کیا آپ مجھ سے بچوں والا سوال پوچھ رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ زید قائم میں ایک سو تیرہ بحثیں ہیں۔ پھر میں نے وہ بحثیں ان سے لکھیں۔

چنانچہ سیوطی ان کے علمی مقام کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ تمام معقولات کے امام تھے، علم کلام، اصول، نحو، صرف، معانی، جدل فلسفہ اور ہیئت میں تو ان کا کوئی جواب ہی نہیں فقہ اور تفسیر میں عظیم مہارت کے حامل تھے۔ علوم حدیث میں بھی انہیں خاصی دسترس تھی۔

وصال

آپ ۸۷۹ھ / ۱۴۷۴ء کو دار فانی سے کوچ کر گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپ کی تصانیف ۱۰۰ سے زائد ہیں۔ انہیں میں سے یہ مخطوط ہے جو ایک قیمتی علمی سرمایہ ہونے کے باوجود آج تک زیور طباعت وتحقیق سے آراستہ نہیں ہوسکا۔

بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہے کہ وہ مجھے اس کی تحقیق وتخریج کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین

نقش لاثانی ایک عہد ساز نقش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

گلاب سے گلشن کا جوبن ہوتا ہے، ستاروں سے آسمان کی زینت ہوتی ہے، رنگوں سے قوس قزح کا نکھار ہوتا ہے، صبا سے بہاریں چمن آرا ہوتی ہیں، گوہر پہ صدف کو ناز ہوتا ہے، موجوں سے سمندر کا بھرم ہوتا ہے اور اللہ کے ولی سے ریشہ ہستی میں نم ہوتا ہے، اُٹھتے دھویں آگ کا پتا دیتے ہیں، ڈھلتے سائے سورج کے سفر کو متعین کرتے ہیں، چلتی ہوائیں موسموں کے سندیسے لاتی ہیں، پھول کے ماتھے پہ داستان بہار ہوتی ہے مگر ولی کا چہرہ دیکھتے خدا یاد آتا ہے۔

بھرے بازار سے کوئی خالی واپس آسکتا ہے، سیل رواں میں بھی کوئی تشنہ کام رہ سکتا ہے، آفتاب نصف النہار کی کرنوں سے بھی کوئی محرومی کی شکایت کرسکتا ہے، موسمِ گل میں بھی کوئی سوختہ قسمت ہوسکتا ہے مگر **ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم** صحبتِ ولی اختیار کرنے والا شقی نہیں ہوسکتا۔

ایسے بندگانِ خدا تعالیٰ کے ایک روپ کو نقش لاثانی کہا جاتا ہے جنہوں نے علی پور شریف کی دھرتی پہ اپنے سوز کی سوغات تقسیم کی، جس سے قلوب واذہان پہ 'لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ' کا نقش ایسا اُجاگر کیا کہ تقویٰ و پرہیزگاری کا موسم آیا، لوگوں کے مزاج و طبیعت میں تبدیلی آئی، سیرت و کردار میں انقلاب آیا، شقی سعادت کے سانچے میں ڈھلتے نظر آئے، مجرم اپنے اطوار بدلتے نظر آئے، بنجر زمینوں میں سنبل وریحان مہکتے نظر آئے۔

آپ نے ظلم کو کرم سے بدلا، غفلت کو ذوق بندگی سے بدلا، عصیاں کے داغ کو اِطاعت کے چھینٹوں سے بدلا، خارزاروں کو گلزار بنایا اور نار و وال کو نور پور بنا دیا۔

آپ نے خلق خدا کی راہنمائی کیلئے زندگی بھر نمایاں کردار ادا کیا۔ عالم بیداری میں بھی لوگوں کی پیشوائی کی اور خواب میں بھی ان کی دستگیری کی۔

اللہ تعالیٰ آپ کے بنائے ہوئے نقوش ہدایت کو ثبات و دوام عطا فرمائے۔ آمین

لے حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی علی پوری علیہ الرحمۃ